ڈاکٹر فرزانہ اعظم لطفی
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف تہران، ایران

Dr. Farzaneh Azam Lotfi
Assistant Professor, Dept. of Urdu, University of Tehran, Iran

# اقبال اور اتحاد جہانِ اسلام کی آفاقیت

# Iqbal and the Universality of Unity of Islamic World

## Abstract

Iqbal's poetry is great and universal, and the best combination of divine values. He was a universal poet. He did not merely raise slogans for the unity of the Islamic world. He wants to see the scattered shiraza of the Islamic nation reunited. He wanted to recreate the same old glory, honor and respect among the Muslims. Cordoba, Constantinople, Turkey, Palestine, Tripoli and Granada Iqbal places it as an unforgettable monument. Iqbal has inspired recovery instead of greatness. The ultimate goal of Islam is for mankind to become one family. He has based the unity of the Islamic world on the unity of human, and has made the common cultural heritage the basis of his poetry. His words are not demeaning to any religion in the world. He believed that Islam is also the biggest supporter of this ideology

Key Words: Iqbal, Universality, Humanity, Unity, Unity of Islamic World

کلیدی الفاظ: اقبال، آفاقیت، انسانیت، اتحاد آدمی، اتحاد عالم اسلام

علامہ اقبال نے عصر حاضر میں دنیائے اسلام میں ایک ایسے فکری، اخلاقی، مذہبی اور عمرانی زاویۂ نگاہ کی آبیاری کی ہے جس کی مغربی تہذیب و تمدن سے چندھیائی ہوئی مسلم قوم کو نہایت ضرورت تھی۔انہوں نے یورپ سے تحصیل علم کے دوران وہاں کے فکری، اخلاقی اور عمرانی انحطاط کو بخوبی بھانپ لیا تھا اور یورپ کی بلوریں تہذیب و معاشرت کو شاخ نازک پر ایک ناپائیدار آشیانہ سے تشبیہ دی تھی۔مغرب نے قومیت اور وطن پرستی کے تصور کو اپنے سیاسی اغراض کے سبب، جغرافیائی حدود اور رنگ، نسل کی تفریق سے وابستہ کر کے بلاد اسلامیہ کی وحدت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ان کے پیش نظر زمان و مکان کی سرحدیں، قلب و نظر کی تنگ دامانی کا مظہر معلوم ہوتی ہے۔اقبال نے نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر سوئی ہوئی ملت اسلامیہ کو جھنجھوڑا اور ان کو وحدت پر دعوت دی۔انہوں نے وحدت اسلام کو وحدت آدمی پر استوار کیا ہے۔ وہ اتحاد عالم اسلام کے ساتھ ساتھ وحدت آدمی پر زیادہ زور دیتے ہیں۔درد انسانیت اس کا محرک ہے کیونکہ جو محسوس کرے گا اس کے نزدیک امتیاز رنگ و خون مٹ جائے گا۔

اتحاد عالم اسلام اگرچہ اتحاد مسلمین سے میسر ہے مگر اتحاد آدمی کے بغیر بھی کارآمد ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن اتحاد آدمی کیسے میسر ہوتا ہے۔اگر آدمی انسانیت کالباس پہن لے تو اتحاد کا آغاز ہوتا ہے۔چنانچہ اقبال کا تصور اتحاد ہر کسی سے میسر نہیں ہوتا۔کیونکہ :

با حریف سفلہ نتوان خورد می
گرچہ باشد پادشاہ روم و ری (۱)

اور اتحاد برقرار رکھنا کسی سے میسر نہیں ہوتا:

یوسف ما را اگر گرگی برد
بہ کہ برد ناکسی او را خورد (۲)

اتحاد مسلمیں خود آگاہی سے میسر ہے: انسان:

از خود آگاہی یدالٰہی کند
از یدالٰہی شہنشاہی کند(۳)

اتحاد مسلمین ،بلند ہمتی اور استقلال کی ضرورت ہے:

یارب درونِ سینہ ، دل با خبر بدہ
از بادہ نشہ را نگرم آن نظر بدہ
این بندہ را کہ با نفسِ دیگران نہ زیست
یک آہِ خانہ زاد مثال سحر است
سلیم ، مرا بجوئے تنگ مایہ مپیچ
جولان گہے بودای کوہ و کمر بدہ
شاھینِ من بہ صید پلنگان گزاشتی
ھمت بلند و چنگل از این تیزتر بدہ
رفتم کہ طائران حرم را کنم شکار
تیرے کہ نافگندہ فتد کارگر بدہ
خاکم ب نور نغمۂ داؤد برفروز
ھر ذرۂ مرا پروبالِ شیر بدہ (۴)

خودی اقبال کے نزدیک رمز اتحاد ہے اور اس قدر حق ہے کہ:

منکر حق نزد ملا کافر است
منکر خود نزد من کافرتر است (۵)

اور رمز اتحاد مرد مومن یعنی وہی انسان کے ہاتھ میں ہے جو اقبال نے ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اقبال نے اس انسان کے لیے اپنی شاعری میں بار بار مرد مومن کی اصطلاح استعمال کی ہے۔اس لیے کہ وہ اسلام پر ایمان رکھتے ہیں اور اسلامی نظام کو انسان کے لیے ایک مکمل لائحہ عمل انسانی زندگی کے لیے ایک مثالی نظام تصور کرتے ہیں۔ اسلامی نظام ان کے خیال میں ہر اعتبار سے مکمل ہے اور ایک ایسا ضابطۂ حیات جو انسان اور انسانیت کو معراج کمال تک پہنچا دیتا ہے:

عطا ہوئی ہے تجھے روز و شب کی بیتابی
خبر نہیں ہے کہ تو خاکی ہے یا کہ سیمابی
سنا ہے خاک سے تیری نمود ہے لیکن
تری سرشت میں ہے کوکبی و مہتابی
جمال اپنا اگر خواب میں بھی تو دیکھے
ہزار ہوش سے خوشتر تری شکرخوابی
گران بہا ہے ترا گریۂ سحرگاہی
اسی سے ہے ترے نخل کہیں کی شادابی
تری نوا سے ہے بے پردہ زندگی کا ضمیر
کہ تیرے ساز کی فطرت نے کی ہے مضرابی (۶)

مرد مومن اقبال خودی کی حقانیت سے انسانیت تک پہنچ سکتا ہے:

آدمیت احترام آدمی
با خبر شو از مقام آدمی (۷)

اقبال نے تکریم واحترام آدمیت کو مذہب قرار دیا ہے۔

چیست مذہب ! احترام آدمیت

اتحاد مسلمیں اور اتحاد جہان اسلام کی تکمیل کا انحصار عشق پر ہے:

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مرد مسلمان بھی کافر و زندیق
کافر بیدار دل پیش صنم
بہ ز دینداری کہ خفت اندر حرم
عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولین ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دین بتکدۂ تصورات (۸)

علامہ اقبال ملت اسلامیہ کی عظمت اور برتری، تعلیمات اسلامی اور اقدار کی قدر وقیمت کا احساس مسلمانان عالم کے ذہنوں میں راسخ کر دینا چاہتے تھے کیونکہ عقیدہ اور خیال عمل کا پہلا زینہ ہے۔ صحیح اسلامی اقدار اور ملی روایات کے احیاء اور رواج

کے لیے مسلمانوں کے عقاید کی اصلاح بھی ضروری تھی اس کی خاطر علامہ نے ان نظریات اور روایات پر تنقیدیں شروع کر دیں جو اسلام کی روح کو متاثر کرتی تھیں۔

زائران کعبہ سے اقبال یہ پوچھے کوئی
کیا حرم کا تحفہ زمزم کے سوا کچھ بھی نہیں
خرد نے کہہ دیا لاالہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں کچھ بھی نہیں (۹)

اقبال ملت اسلامیہ کو حیات نو کا پیغام سنارہے تھے۔فرقہ بندی سے احتراز کے ساتھ ساتھ جرات ایمانی کا پیغام دیتی ہے۔ انہوں نے کیاخوب فرمایاہے:

بستۂ رنگ خصوصیت نہ ہو میری زبان
نوع انسان قوم ہو میری ، وطن میرا جہان
شاہد قدرت کا آئینہ ، ہو دل میرا نہ ہو
سر میں جز ہمدردی انسان کوئی سودا نہ ہو
وا نہ کرنا فرقہ بندی کے لیے اپنی زبان
چھپ کے ہے بیٹھا ہوا ھنگامۂ محشر ریاں
بندہ مؤمن کا دل بیم و ریا سے پاک ہے
قوت فرماں روا کے سامنے بےباک ہے (۱۰)

علامہ اقبال ملت اسلامیہ اور مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح کے سب سے بڑے مصلح اور پیشوا ہیں اور اتحاد جہان اسلام کو صرف اور صرف مسلمانوں کے یہاں نہیں بلکہ نوع انسان کی محبت میں شامل ہے:

شراب روح پرور ہے محبت نوع انسان کی
سکھایاہے اس نے مجھ کو مست بےجام و سبو رہنا

اور

اجاڑا ہے تمیز ملت و آئین نے قوموں کو
میرے اھل وطن کے دل میں کچھ فکر وطن بھی ہے

(۱۱)

علامہ اقبال کے نزدیک اتحاد عالم اسلام کو پانے کے لیے عالمی اخوت، مساوات انسانی، نوع انسان کی محبت فرقہ بندی سے احتراز، روایات و خرافات کہن سے سبق دیتاہے۔ مساوات، انسانی اخوت کا محرک ہے:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

اور

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہانگیری ، محبت کی فراوانی
بتان رنگ و خون کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی ، نہ ایرانی ، نہ افغانی

اور یہ کہ

نہ میں عجمی نہ ہندوی ، نہ عراقی ، حجازی
کہ حوری سے میں نے سیکھی دو جہاں سے بے نیازی
تو میری نظر میں کافر میں تیری نظر میں کافر
تیرا دین نفس شماری ، میرا دین نفس گذاری (۱۲)

اقبال نے سورج کی شعاعوں کو آفاقی حریت، آزادگی اور آزادی عطا کی۔ اتحاد دنیائے اسلام اور اتحاد مسلمین کے ساتھ ساتھ اتحاد آدمی کو زیادہ موثر دکھاتا ہے ، اقبال صرف ایک صاحب فکر نہیں، شاعر بھی ہے۔ مشرق اور عالم انسانیت کی حریت اور اخوت اس کے مقصد کے لیے ایک آفاقی نشاہ ثانیہ کے علم بردار تھے:

مسلم استی بی نیاز از غیر شو
اهل عالم را سراپا خیر شو
پیش منعم شکوه گردون مکن
دست خویش از آستین بیرون مکن
منت از اهل کرم بردن چرا
نشتر لا و نعم خوردن چرا
رزق خود را از کف دونان مگیر
یوسف استی ، خویش را ارزان مگیر
گرچه باشی و هم بی بال و پر
حاجتی پیش سلیمانی مبر
ناتوانی کیمیا شو ، گل مشو
در جهان منعم شو ، و سائل مشو
مسلم استی ، دل به اقلیمی نبند
گم مشو اندر جهان ، چون و چند
می نگنجند مسلم اندر مرز و بوم

در دل او پارہ گردد شام روم
دل بدست آور کہ در پہنای دل
می شود گم این سرای آب و گل (۱۳)

اگر انسانیت کی کوئی آفاقی قدریں ہیں تو ان کی تعیین عام انسانیت ہی کے معیار و مزاج پر کی جاسکتی ہے۔اس آفاقی معیار ادب پر جب ہم اقبال کی شاعری کو پرکھتے ہیں تو ہمیں اقبال کی یہ شعر یاد آتی ہے۔

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ذرا
دانہ تو، کھیتی بھی تو ، باراں بھی تو ، حاصل بھی تو
آہ! کسی کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے
راہ تو، رہرو بھی تو، رہبر بھی تو، منزل بھی تو
کانپتاہے دل ترا اندیشۂ طوفان سے کیا
ناخدا تو، بحر تو، کشتی بھی تو، ساحل بھی تو
دیکھ آکر کوچۂ چاک گریباں میں کبھی
قیس تو، لیلا بھی تو، صحرا بھی تو، محمل بھی تو
وائے نادانی ! کہ تو محتاج ساقی ہوگیا
مے بھی تو، مینا بھی تو، ساقی بھی تو، محفل بھی تو
شعلہ بن کر پھونک دے خاشاک غیراللہ کو
خوف باطل کیا کہ ہے غارت گر باطل بھی تو
بے خبر! تو جوہر آئینۂ ایام ہے(۱۴)

اقبال کی شاعری در حقیقت مشرقی ادبیات کی تمام شاعرانہ روایات کا نقطۂ عروج ہے۔فارسی، سنسکرت اور عربی میں شاعری کے جتنے تجربات اقبال سے قبل ہو چکے تھے ان سب کے بہترین احساسات و نقوش کو اپنے اندر سمیٹ کر اور سمو کر اقبال کے فن نے آفاقی ارتقا کا ایک نیا مرحلہ طے کیا جو اس وقت مشرقی شاعری کی منزل آخریں نظر آرہا ہے۔

مشرق سے ہو بےزار ، نہ مغرب سے حذر کر
فطرت کا اشارہ ہے کہ ہر شب کو سحر کر

# حوالہ جات


1. اقبال:"کلیاتِ اقبال(فارسی)" ،ص453
2. اقبال:کلیاتِ اقبال(فارسی) (تمہید پس چہ باید کرد) ،ص: 400
3. اقبال:اسرار خودی،کلیاتِ اقبال(فارسی)،،ص: 300
4. اقبال:پیام مشرق،ص ۵۸
5. اقبال:جاوید نامہ کلیاتِ اقبال(فارسی)ا،ص: 456
6. اقبال:بال جبرئیل کلیات اقبال،ص:136
7. اقبال:کلیاتِ اقبال(فارسی)جاوید نامہ،ص:453
8. اقبال:کلیات اقبال،بال جبریل،ص:400
9. اقبال:کلیات اقبال بانگ درا،ص: 145
10. عبد المغنی،ڈاکٹر:"اقبال کا ذہنی و فنی ارتقا" انجمن ترقی اردو ہند، نئی دہلی ۱۹۹۱ ء،ص ۲۸
11. عبد المغنی،ڈاکٹر:"اقبال کا ذہنی و فنی ارتقا" انجمن ترقی اردو ہند، نئی دہلی ۱۹۹۱ ء،ص ۳۰
12. اقبال:کلیات اقبال،ضرب کلیم،ص:587
13. اقبال:کلیاتِ اقبال(فارسی)رموز بیخودی،ص: 354
14. اقبال:کلیاتِ اقبال (اردو) بانگ درا،ص:211